اپنے دل سے غیر اللہ کے نقش کو مٹائیں اور توحید خالص کو جگہ دیں تب ہی ہم تمام عالم کو امت واحدہ بنا سکتے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/ اگست ۱۹۸۹ء بمقام اسلام آباد ٹیلفورڈ، برطانیہ)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

جماعت احمدیہ جس دوسری صدی میں داخل ہوئی ہے ابھی اس کا پہلا سال گزر رہا ہے اور جماعت احمدیہ کے لئے دوسری صدی کا ایک لمبا سفر سامنے کھلا پڑا ہے۔ چونکہ یہ جلسہ سالانہ جس میں آج ہم شریک ہو رہے ہیں ایک پہلو سے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے میں نے اس صدی کے سب سے اہم جلسہ سالانہ کے خطبہ کے موضوع کے طور پر تقویٰ کو چُنا ہے۔ اگر چہ یہ کہنا ابھی شاید درست نہ ہو کہ یہ جلسہ اس صدی کا سب سے اہم جلسہ ہے کیونکہ اگر ہمیں توفیق عطا ہوئی اور قادیان میں ہم اس سال جلسہ منا سکے جس کا بہت حد تک انحصار پاکستان کے حالات سدھرنے پر ہے تو پھر یقیناً وہی وہ جلسہ ہوگا جو اس صدی کا یا اس صدی کے سر پر سب سے اہم جلسہ ہوگا۔ تاہم اس کے امکانات فی الوقت روشن نہیں یعنی پاکستان میں حالات تبدیل ہوتے ہوئے بظاہر دکھائی نہیں دے رہے اس لئے اگر قادیان میں ہمارا وہ جلسہ جس کی ہمیں تمنا ہے نہ ہو سکا تو یقیناً یہی جلسہ اس صدی کے سر پر سب سے اہم جلسہ شمار ہوگا۔

تقویٰ کا مضمون میں نے اس لئے چُنا ہے کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب سفر پر چلو تو زادراہ ساتھ لے کر چلا کرو۔ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرہ:۱۹۸) اور تقویٰ بہترین زادراہ ہے۔ پس چونکہ ہم نے اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں نے اس صدی میں جو ہمارے سامنے کھلے

ہوئے راستے کی طرح پڑی ہے بہت لمبے سفر کرنے ہیں بہت سی مسافتیں طے کرنی ہیں، بہت سی منازل سر کرنی ہیں اس لئے میں جماعت کو اس موقع پر خوب اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کروا دینا چاہتا ہوں کہ تقویٰ کے زادراہ کے سوا ہم ایک قدم بھی منزل کی طرف نہیں بڑھ سکتے۔ زادراہ مختلف قسم کے ہوا کرتے ہیں بعض کی ضرورت چوبیس گھنٹے میں دو یا تین دفعہ پیش آتی ہے۔ بعض کی ضرورت نسبتاً زیادہ جلدی یعنی پانی یا اسی قسم کے دوسری مائع غذائیں نسبتاً زیادہ جلدی استعمال کرنی پڑتی ہیں لیکن زاد میں وہ ہوا بھی تو ہے جس کے بغیر ایک پل بھی انسان کا گزارہ نہیں۔ پس تقویٰ کا زادراہ ان تمام قسم کی ضرورتوں پر حاوی ہے اور تقویٰ کے بغیر نہ صرف سفر آگے نہیں بڑھ سکتا **بلکہ انسانی زندگی کا کلیۃً انحصار ہی تقویٰ پر ہے اس لئے ایک سانس بھی ہم تقویٰ کے بغیر لے نہیں سکتے۔**

تقویٰ کا مضمون جیسا کہ میں پہلے بارہا اس پر روشنی ڈال چکا ہوں بہت ہی وسیع اور تفصیلی مضمون ہے لیکن آج اس پہلو سے میں آپ کے سامنے تقویٰ کا مضمون رکھنا چاہتا ہوں کہ تقویٰ اور توحید در حقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور توحید خالص ہی ہے جو تمام تقویٰ کے مضامین پر حاوی ہے اور اس سے باہر تقویٰ کی کوئی شاخ نہیں ملتی۔

پس توحید خالص کے قیام کے لئے یہ صدی ہمارے سامنے کھڑی ہے اور تمام دنیا میں جب ہم اسلام کے غلبہ کا نام لیتے ہیں تو در حقیقت ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم توحید خالص کو تمام دنیا میں غالب کریں گے اور یہ مضمون اگرچہ بظاہر آسان اور فوراً سمجھ میں آنے والا مضمون ہے لیکن جب اس پر آپ مزید غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ بہت ہی گہرا مضمون ہے اور اس کے بھی بے انتہا پہلو ہیں۔ آج کے خطاب کے لئے میں نے ایک ایسا پہلو چنا ہے جس کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشاندہی فرمائی ہے۔ ایک سادہ سا دو مصرعوں کا شعر ہے جس میں ایک بہت ہی گہری عرفان کی بات فرما دی گئی ہے جس سے تقویٰ کے اور توحید کے مضمون کو سمجھنے میں بے حد آسانی ہو جاتی ہے اور حقیقت میں بہت سے مضامین کے نئے میدان آنکھوں کے سامنے کھل جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

؎ چاہئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی
سر جھکا بس مالک ارض و سماء کے سامنے

(درثمین صفحہ: ۱۵۷)

تقویٰ کا یا توحید کا یہ مضمون بہت کم آپ نے بیان ہوتے ہوئے سنا ہوگا یا کسی کی تحریر میں پڑھا ہوگا لیکن نظم کے ایک شعر میں یعنی دو مصرعوں میں آپ نے اس مضمون کو بڑی عمدگی اور وضاحت کے ساتھ کھول کر بیان فرما دیا۔

توحید سے مراد یہ نہیں کہ ہم یہ دعویٰ کریں کہ خدا ایک ہے بلکہ حقیقت میں قلب پر جب تک نقش توحید ثبت نہ ہو جائے اس وقت تک زبان سے توحید کا دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور وہ قومیں جنہوں نے تمام دنیا میں توحید کے غلبہ کا عزم باندھا ہوا اور یہ فیصلہ کیا ہو کہ توحید کے غلبہ کے لئے دنیا کے کونے کونے میں خدا تعالیٰ کی وحدت کے جھنڈے گاڑ دیں گے ان قوموں کا زبانی دعویٰ کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتا جب تک وہ خود موحد نہ بن چکی ہوں اور موحد بننے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ نسخہ بہترین نسخہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسا نسخہ ہے جس کے سوا چارہ کوئی نہیں۔ ناممکن ہے کہ اس نسخے کو نظر انداز کر کے کوئی حقیقی معنوں میں موحد بن سکے۔ آپ فرماتے ہیں:

؎ چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دوئی

تمہیں چاہئے کہ تم اپنے دل سے دوئی کا نقش مٹا ڈالو۔ اس کے بغیر تم خدا کی وحدانیت کو نہ سمجھ سکتے ہو نہ اس سے استفادہ کر سکتے ہو۔ یہ نقش دوئی کیا چیز ہے۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے دو تین ایسے نکات میرے سامنے آئے جو میں آج آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے دوسرے مصرعے میں دراصل نقش دوئی کی کچھ تشریح خود فرما دی یعنی شعر کے دوسرے مصرعے میں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

؎ سر جھکا بس مالک ارض وسماء کے سامنے

کہ زمین و آسمان بظاہر دو حقیقتیں دکھائی دیتی ہیں لیکن ان کا ایک ہی مالک ہے اور یہی توحید خالص ہے کہ زمین کی طاقتوں کو خدا کی آسمانی طاقتوں سے جدا نہ سمجھا جائے اور سر جھکانے کے لئے دو الگ الگ آستان نہ ہوں۔ ایک زمین کا آستان جو کسی اور کے سامنے سر جھکا رہا ہو اور ایک آسمان کا آستان جو خدائے واحد کے سامنے سر جھکا رہا ہو یاد رکھو کہ دونوں کا مالک ایک ہے۔ پس اگر نقش دوئی کو مٹانا ہے تو زمین اور آسمان کے فرق کو مٹانا ہوگا۔ وہی خدا جو آسمان پر ہے وہی زمین کا خدا بنانا ہوگا یعنی اپنے لئے بنانا ہوگا اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی۔

پس نقش دوئی کی پہلی منزل یا نقش دوئی کا مٹانے کا پہلا قدم کہنا چاہئے وہ آسمان اور زمین کے لئے خدائے واحد کی حاکمیت کو تسلیم کرنا ہے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا ہے۔ جب آپ نے سر جھکانے کا محاورہ استعمال فرمایا تو اس میں عبادتیں بھی آ گئیں اور حاکمیت کا مضمون بھی آ گیا۔ یہ درست ہے کہ دنیا میں کم لوگ ہیں جو انسانوں کی عبادت کرتے ہیں وہ قومیں بھی درحقیقت جو کسی زمانے میں انسانی عبادت کے عقائد رکھتی تھیں اب انسانی عبادت کے تصور سے متنفر ہو چکی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک سر جھکانے کا تعلق ہے یہ نہ صرف ظاہر میں موجود ہے جو ایک رسم ہے جس کی دراصل کوئی حقیقت نہیں بلکہ باطن میں، انسان اپنے تعلقات کے دائرے میں اس کثرت کے ساتھ انسان کے سامنے سر جھکاتا ہے کہ مالک ارض وسماء کے درمیان ایک تفریق کر دیتا ہے۔ ایک سر وہ رکوع میں اور سجدے میں جھکاتا ہے جو مالک سماء کے سامنے جھکاتا ہے اور ایک سر وہ زمینی طاقتوں کے سامنے جھکاتا ہے جو مالک زمین کے سامنے جھکاتا ہے جو خدا نہیں ہوتا۔ اس تفریق کو دور کرنا مؤحد کا کام ہے اور یہ پہلا جہاد ہے جو جماعت احمدیہ کو اپنے نفسوں سے شروع کرنا ہوگا۔

جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ توحید خالص پر قائم ہے لیکن یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کو بار بار سمجھانے کی ضرورت ہے اور سمجھانے کے بعد اس کی نگرانی کی ضرورت ہے کہ اس مضمون کو سمجھنے والے اس پر کلیۃً عمل پیرا ہیں؟ پاکستان میں جو حالات گزرے ہیں یا گزر رہے ہیں ان حالات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف اس مضمون کو سمجھتی ہے بلکہ ہر غیر اللہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر چکی ہے اور اس انکار کی جماعت احمدیہ کو بڑی بھاری دنیاوی قیمتیں ادا کرنی پڑی ہیں اور آج بھی وہ قیمتیں ادا کرتی چلی جا رہی ہے۔

پس درحقیقت اس پہلو سے آپ تمام دنیا کی مذہبی جماعتوں کا جائزہ لے کر دیکھیں آپ کو جماعت احمدیہ کے سوا کوئی ایسی جماعت نہیں نظر آئے گی جو توحید خالص پر عمل پیرا ہونے کی قیمت ادا کر رہی ہو اور مسلسل بڑی بہادری کے ساتھ تمام غیر اللہ کی طاقتوں کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرتے ہوئے یہ توحید خالص کی خاطر قربانیاں دیتی چلی جا رہی ہو۔ پس یہ وہ آغاز ہے ہماری صدی کا میں یہ چاہتا ہوں، میری یہ تمنا ہے کہ یہی اس صدی کا انجام بھی ہو اور مسلسل آغاز سے انجام تک

جماعت احمدیہ نقش دوئی کو مٹانے والی ہو اور توحید خالص پر قائم رہنے والی ہو۔

امر واقعہ یہ ہے کہ انسان جب اپنے نفس کا زیادہ گہرائی سے جائزہ لیتا ہے تو پھر بعض اور ایسے ہلکے نقش بھی دکھائی دینے لگتے ہیں جن میں دوئی کے نشان ملتے ہیں۔ اب یہ جو دوسرا پہلو ہے اس کی طرف میں جماعت کو خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

نقش دوئی مٹانے کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ جب کھلم کھلا **لا الــه الا اللــه** سے تعلق توڑنے پر مجبور کیا جائے تو ہر قربانی دے کر بھی اس تعلق کو قائم رکھا جائے بلکہ اس کے اور بہت سے بے شمار پہلو ہیں ان پہلوؤں میں جماعت میں یکسانیت نہیں ہے۔ بعض مختلف معیار پر کھڑے ہیں بعض کوئی اور مختلف معیار پر کھڑے ہیں بعض اعلیٰ پائے کے موحد ہیں بعض نسبتاً ادنیٰ درجہ کے موحد ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو بغیر شعور کے بعض جگہ ٹھوکریں کھاتے ہیں اور توحید کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔ **میری مراد یہ ہے کہ جب آپ روزانہ اپنے دل کا جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کے ہر اہم موڑ پر جہاں آپ نے بعض زندگی کے اہم فیصلے کرنے ہوتے ہیں وہاں کیا توحید خالص آپ کے فیصلے پر نگران اور حکمران ہوتی ہے یا آپ کی دل کی ایسی تمنائیں جو خدا کے سوا بعض قوتوں سے متاثر ہوتی ہیں آپ کے فیصلوں پر حکمران ہو جایا کرتی ہیں۔**

یہ وہ مسئلہ ہے جس کا آپ جس قدر تفصیل سے جائزہ لیں اسی قدر یہ مضمون آپ پر مزید کھلتا چلا جائے گا اور بعض مقامات پر انسان یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ شاید کوئی بھی دنیا میں موحد خالص نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے بت ہر انسان کے سینے میں بسے ہوئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے خوف غیر اللہ کے انسان کی زندگی پر اثر انداز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ خوف بذات خود شرک نہیں لیکن وہ خوف جو خدا کے خوف سے ٹکراتا ہے اور اس ٹکرانے کے وقت خدا کے خوف کو منہدم کر دیتا ہے اور خود غالب آجاتا ہے یہ وہ خوف ہے جو توحید خالص کے خلاف ہے بلکہ اس خوف کے غلبہ کے ساتھ انسان کی زندگی پر شرک کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دنیا میں بہت سی قومیں ہیں جو سچائی کو پانے سے محض اس لئے محروم رہیں کہ ان کے سینے میں چھپے ہوئے شرک کے بت موجود ہیں۔ بسا اوقات مجھے پاکستان سے ایسے خطوط ملتے ہیں کہ لکھنے والا لکھتا ہے کہ میں غیر احمدی ہوں۔ میرے دل میں جماعت احمدیہ کی سچائی جاگزیں ہو چکی ہے لیکن میں ماحول سے ڈرتا ہوں اور مجھ میں وہ طاقت نہیں کہ میں کھل کر اپنے

عقیدے کا اظہار کر سکوں۔ اور بعض مجھے یہ بھی لکھتے ہیں کہ کثرت کے ساتھ ایسے لوگ پاکستان میں ہر جگہ موجود ہیں جو موجودہ مشکلات کے باعث کھل کر جماعت احمدیہ کی حمایت نہیں کر سکتے مگر ان کا دل جماعت کے ساتھ ہے اور جماعت کی سچائی پر مطمئن ہے۔ یہ سارے وہ لوگ ہیں جو اپنے ماحول میں سے نسبتاً زیادہ سچے ہیں، زیادہ صاحب بصیرت ہیں کیونکہ انہوں نے جھوٹ کے غلبہ اور جھوٹے پروپیگنڈے کے غلبہ کے باوجود سچائی کو دیکھ لیا اور سچائی کی صداقت کا کم سے کم مخفی طور پر اظہار کرنے کی طاقت رکھتے ہیں لیکن چونکہ نقش دوئی دل سے نہیں مٹ سکا اس لئے ہدایت سے محروم رہ گئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نقش دوئی مٹائے بغیر کوئی ہدایت نصیب نہیں ہوسکتی۔

اسی لئے قرآن کریم نے آغاز ہی میں تقویٰ کی یہ تعریف فرما دی کہ تقویٰ کے بغیر قرآن کریم بھی کسی کے لئے کوئی ہدایت مہیا نہیں کر سکتا۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرہ:۳) کوئی شک نہیں اس کتاب میں کہ یہ وہی کامل اور عظیم کتاب ہے جس کے وعدے دیئے گئے تھے جس کی امتیں انتظار کر رہی تھیں مگر اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ متقیوں کے سوا کوئی اس ہدایت سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

پس وہ متقی کون ہیں؟ وہی جن کے دل سے نقش دوئی مٹ جاتے ہیں اور ایسے لوگ صرف اسلام میں ہی نہیں باہر کی دنیا میں بھی کثرت سے ملتے ہیں بلکہ بعض ایسی قومیں میں نے دیکھی ہیں جن میں اگرچہ ابھی اسلام نہیں آیا تھا مگر ان کے دل میں توحید موجود ہے اور بہت کم نقش دوئی ان کے دلوں پر پایا جاتا ہے۔ ایسی قومیں دراصل اسلام کی راہ دیکھ رہی ہیں اسلام کا نقش جمنے کی دیر ہے وہ کامل مسلمان کے طور پر دنیا میں ظاہر ہونے والے ہیں اور اس مضمون پر میں انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں کسی وقت روشنی ڈالوں گا لیکن بہر حال یہ خیال کر لینا کہ توحید خالص اسلام کی ان معنوں میں اجارہ داری ہے کہ مسلمانوں کے سوا توحید خالص کہیں نہیں ملتی یہ درست نہیں ہے۔

اگر آپ کثرت سے مسلمان دنیا کا جائزہ لیں تو آپ کو یہ دیکھ کر، یہ محسوس کر کے شدید دھچکا لگے گا کہ بہت سے مسلمان ممالک کی اکثر آبادیاں توحید خالص سے عاری اور محروم ہیں اور بہت سے دنیا کے بت ہیں جو ان کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے چلے جاتے ہیں اور حاکم کی طرف ان کی نگاہ رہتی ہے اور دولتمند کی طرف ان کی نگاہ رہتی ہے ان مفادات کی طرف نگاہ رہتی ہے جو سیاست سے

وابستہ ہوتے ہیں اوران کی زندگی کے بھاری بلکہ بھاری اکثریت کے فیصلے خدا کی خاطر نہیں بلکہ دنیا طلبی کی خاطر ہوتے ہیں۔

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ فرمایا کہ:

ع چاہئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دوئی

تو توحید خالص کے مضمون کو ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیا اور یہ بتایا کہ یہ جنگ ایسی نہیں جو آسانی سے جیتی جا سکے بلکہ مسلسل اپنے دل پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور یہ اس بات کی نگرانی کی ضرورت ہے کہ غیر اللہ کے نقش کچھ باقی تو نہیں رہ گئے۔ یا کوئی نئے نقش تو نہیں ہیں غیر اللہ کے جواب دل پر قائم ہوتے چلے جارہے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک اگر اس نظر سے اپنے دل کا جائزہ لے گا تو اسے ضرور کوئی نہ کوئی نقش دوئی دکھائی دینے لگے گا۔ صرف وہی لوگ ہیں جو کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے دل نقش دوئی سے پاک ہو چکے ہیں جن کو یا خدا تعالیٰ اس بات سے خبر دے اور اطمینان دلائے کہ تیرا دل خدا کے سوا اب کسی اور کا نہیں رہا یا وہ بے وقوف ہیں اور وہ دھندلائی ہوئی نظر رکھنے والے لوگ ہیں جن کو خود اپنے دل کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ اس کے سوا تیسری کوئی قسم میرے علم میں نہیں۔ نقش دوئی مٹتے مٹتے بھی بہت وقت لگا کرتا ہے، عمر گزر جاتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نہ بتائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ رعونت سے پاک ہو اور خود اپنے متعلق یہ اعلان نہ کرے اور وہ نقش دوئی کو مٹاتے مٹاتے توحید خالص کے قریب پہنچ چکا ہو یہ تو ممکن ہے مگر خدا سے علم پانے کے بغیر کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں توحید خالص پر قائم ہو چکا ہوں اور ہر غیر اللہ کا نقش میرے دل سے مٹ چکا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے اور تکبر کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

پس اپنے آپ کو اس پہلو سے نقش دوئی سے پاک نہ سمجھیں۔ صرف ایک دن اگر آپ تفصیل سے اپنے دلوں کا معائنہ کریں اور نگرانی کریں تو آپ کو بارہا نقش دوئی اٹھتے ہوئے دکھائی دیں گے یا جمتے ہوئے دکھائی دیں گے اگر آپ ان کو نظر انداز نہیں کرتے تو پھر وہ نقش کے طور پر دل پر رہ جائیں گے اور یہ نقش ہلکے بھی ہوتے ہیں اور گہرے بھی ہوتے ہیں۔ جو لوگ بار بار خدا کے سوا دوسری طاقتوں کے سامنے سر جھکا کر فیصلے کرنے کے عادی بن جاتے ہیں ان کے یہ نقوش گہرے بنتے بنتے ان کی زندگی کا جزو بن جاتے ہیں اور پھر وہ فساد کی راہوں میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں

اور دن بدن پہلے سے بڑھ کر گناہ گار ہوتے چلے جاتے ہیں۔

پس اس خیال سے کہ ہم چونکہ توحید خالص کی خاطر قربانیاں دے رہے ہیں ہرگز اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں آپ نے بہت عظیم الشان ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اور جب تک احمدیوں کی بھاری اکثریت اپنے دلوں سے نقش دوئی مٹانے پر مستعد نہ ہو جائے اور مسلسل اس کے اس نقش دوئی کے خلاف جہاد نہ شروع کرے اس وقت تک ہم اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے اہل نہیں بن سکتے کہ تمام دنیا میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کریں۔

ایک اور پہلو نقش دوئی کو مٹانے کا ہے وہ ہے ظاہر اور باطن کا ایک ہونا۔ پہلی بات کا تعلق اس بات سے تھا کہ جو خدا آسمان کا ہے اس کو زمین کا خدا بھی سمجھا جائے اور کامل یقین کیا جائے کہ اس سے روگردانی کر کے ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے اور اس کی طرف دوڑے بغیر کسی خوف سے امن میں نہیں آسکتے اور دنیا کے خوف کو خدا کے خوف کے سامنے بے حقیقت سمجھا جائے یہاں تک کہ دنیا کا خوف اگر سر پر چڑھ بھی دوڑے تب بھی انسان اس کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دے۔ یہ توحید خالص کا ایک پہلو ہے کہ نقش دوئی کو مٹانے کا ایک طریق ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اپنے ظاہر و باطن کو ایک کرے۔

یہ مضمون بھی بڑی تفصیل کے ساتھ توجہ کا محتاج ہے۔ ظاہر و باطن کو ایک کرنا بعض دفعہ غلط بھی ہو سکتا ہے بعض دفعہ اچھا بھی ہو سکتا ہے اس لئے محض یہ کہہ دینا کہ کسی کا ظاہر و باطن ایک ہے یہ کافی نہیں۔ بعض لوگ بڑے بدصورت ہوتے ہیں بیچارے، ان کا کوئی اختیار نہیں ہوتا اپنی صورت پر لیکن اس کے باوجود اس سے انکار نہیں کہ بدصورت ہوتے ہیں ان کو اگر کہا جائے کہ تمہارا ظاہر و باطن ایک ہے تو یہ تو کوئی تعریف نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کسی حسین شخص کو جس کا ظاہری حسن اگر کامل نہیں تو درجۂ کمال کے قریب تر پہنچا ہوا اس کو اگر یہ کہا جائے کہ تمہارا ظاہر و باطن ایک ہے تو یقیناً ایک بہت بڑی تعریف ہے۔

پس نقش دوئی مٹانا صرف یہ معنی نہیں رکھتا کہ ظاہر و باطن ایک ہو جائے بلکہ ظاہر و باطن کے حسن کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس مضمون کو اسلامی اصطلاح میں سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے انسان خدا کے تصور کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کے مضمون کو سمجھے اور

نقش دوئی مٹانے کی یہ دوسری منزل ہے جس کے بغیر ظاہر و باطن ایک کرنا بے معنی ہو جاتا ہے۔ جب آپ خالص خدا کے ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ کا نقش دل میں جمانا شروع کریں اور غیر اللہ کے نقوش کو ان معنوں میں مٹانا شروع کریں کہ آپ کی عادتیں، آپ کی سوچیں، آپ کی زندگی کا اٹھنا بیٹھنا آپ کا سونا جاگنا، آپ کا زندہ ہونا اور مرنا سب کچھ خدا کے لئے ہو جائے اور آپ کے دل پر کامل خدا کا نقش جم جائے۔ یہ وہ دوسری منزل ہے نقش دوئی کو مٹانے کی پھر اس کو ظاہر و باطن ایک کرنے میں تبدیل کیا جائے۔ یہاں یہ حرکت باہر سے اندر کی طرف نہیں چلتی بلکہ اندر سے باہر کی طرف چلتی ہے۔

جب دلوں پر خدا کے نقش جم جاتے ہیں تو وہ خدا انسان کی اداؤں میں اس کی حرکتوں میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی نگاہوں میں خدا دکھائی دینے لگتا ہے۔ اس کی بول چال میں خدا کی ادائیں آجاتی ہیں اور یہ مضمون وہ ہے جو اندر سے پھوٹ رہا ہوتا ہے اور انسان کے ظاہر کو اندر کے مطابق بنا رہا ہوتا ہے ورنہ وہ دوسرا رخ بہت ہی خطرناک ہے جو باہر سے شروع ہو اور اندر کی طرف حرکت کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان ایک دکھاوے والا جانور ہے۔ انسان کی فطرت میں دکھاوا اور نفس پرستی اس حد تک داخل ہیں کہ اپنے ظاہر کو وہ ہمیشہ دنیا کے سامنے ٹھیک کر کے دکھانے کی کوشش ضرور کرتا ہے۔ سوائے ان بعض بدبختوں کے جو جرم کرتے کرتے ڈھیٹ ہو چکے ہوتے ہیں جن کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں رہتی کہ دنیا ہمیں کیا دیکھ رہی ہے، کیا سمجھ رہی ہے۔ ان بدبختوں کے سوا جہاں تک انسانی سوسائٹی کا تعلق ہے خواہ وہ شمال کی ہو یا جنوب کی ہو، مشرق کی ہو یا مغرب کی ہو آپ کو تمام انسانوں میں یہ قدر مشترک دکھائی دے گی کہ وہ سب کے سب اپنے ظاہر کو درست کر کے دکھانے کی کوشش کریں گے۔ وہ مصنوعی حسن جو کوشش سے بنایا جاتا ہے اگر اس کا نقش دل پر جمے تو دل میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ظاہری حسن ہے ایک سطحی چیز ہے جو دل کی سطح پر تو قائم ہو سکتی ہے اس کے اندر ایک حسین گہرا نقش بن کر جم نہیں سکتی۔

پس اس پہلو سے یاد رکھیں کہ نقش دوئی کو مٹانے کا جہاد دل سے شروع ہوگا اور دل میں خدا کے نقش جمانے پڑیں گے غالباً اسی قسم کا مضمون کسی بزرگ صوفی کو سوجھا اور اس کے نتیجے میں نقش بندی فرقہ پیدا ہوا جو صوفیا کا ایک فرقہ ہے لیکن انہوں نے ایک ٹھوکر کھائی۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ خدا کا تصور تو پوری طرح دل میں جم نہیں سکتا ہاں شیخ کا تصور دل میں جم سکتا ہے اور وہ شیخ جو

خدا کا مظہر ہوا گر اس کا تصور دل پہ جمایا جائے تو گویا یہ خدا کا تصور جمانے والی بات ہوگی۔

اس بظاہر نیک خیال سے ایک فرقے کا آغاز ہوا جو دراصل حقیقت سے بہت دور جا پڑا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کسی شخص کے ظاہر کو خدا کا ظاہر قرار دینا اس نیک نیتی کی بنا پر یا اس حسن ظنی کی بنا پر کہ وہ شخص خدا والا ہے یہ درست نہیں ہے۔ حقیقت میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے سوا کسی شخص کے متعلق کامل یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا ظاہر خدا کا مظہر بن چکا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی پیروی کا مضمون تو سمجھ آجاتا ہے لیکن شیخ کا نقش دل میں جمانے کا مضمون انسان کو سمجھ نہیں آسکتا اور یہ بے حقیقت بات ہے۔

قرآن کریم میں کسی شیخ کے تصور کو دل میں جمانے کا کوئی مضمون نہیں باندھا گیا۔ آنحضرت ﷺ کو کامل طور پر مظہر خدا بتلاتے ہوئے بھی آپ کی پیروی کی تلقین تو فرمائی لیکن آپ کا نقش دل میں جمانے کا کوئی مضمون قرآن کریم میں بیان نہیں ہوا ہاں ذکر اللہ کا مضمون بیان ہوا اور کثرت کے ساتھ بیان ہوا یہ فرمایا گیا کہ کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو دن رات سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے صبح اور شام خدا کو یاد کرتے ہیں اور خدا کے ذکر اپنے دلوں پہ جماتے ہیں مگر کسی انسان کے ذکر کو دل پر جمانے کا کوئی مضمون آپ کو قرآن کریم میں نہیں ملے گا۔

پس اس پہلو سے نقش دوئی مٹانے کا مضمون جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دل سے شروع ہو گا اور خدا کا نقش دل پہ جمانا ہوگا کسی استاد کا نقش دل میں جمانے کی نہ ضرورت ہے نہ یہ نقش جمانا آپ کو فائدہ دے سکتا ہے۔ سچی پیروی اور بات ہے۔ اس کا دل پر نقش جمانے سے تعلق نہیں ہے بلکہ سچی پیروی کا مضمون بتا رہا ہے کہ خدا کے سوا کسی کا نقش دل پہ نہیں جمانا۔ جب قرآن کریم فرماتا ہے:

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۲) تو اس مضمون کو خوب کھول دیا کہ خدا سے محبت کا دعویٰ کرنے والوں سے کہہ دے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو چونکہ میں سب سے زیادہ سچی محبت کرنے والا ہوں اس لئے میری پیروی کرو اور آنحضرت ﷺ نے خدا کے سوا کسی کا نقش اپنے دل پر نہیں جمایا۔ پس یہ پیروی کا مضمون بتا رہا ہے کہ غیر اللہ کا نقش دل میں جمانا مشرکانہ بات ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

پس خدا کا نقش اپنے دل پر جمائیں اور اس کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے۔ قرآن کریم

خدا تعالیٰ کی صفات کے مضمون سے بھرا ہوا ہے اور صفات باری تعالیٰ کے مضمون پر غور کرتے ہوئے اس کو اپنے دل میں جاگزیں کرنے کی کوشش کریں اور یہ سوچتے رہیں کہ کس حد تک آپ خدا کی صفات کے قریب تر ہو چکے ہیں اور یہ مضمون اگر چہ بہت وسیع ہے لیکن ہر انسان اپنی توفیق کے مطابق روزانہ اس پر عمل کر سکتا ہے اور ایسا مضمون ہے جو اپنے درجۂ کمال تک پہنچے ہونے کی وجہ سے آپ کو مایوس کر دے اور آپ کی ہمت توڑ دے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں خدا کی طرف سفر کر سکوں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سفر ہر روز ہوتا ہے اور قدم قدم ہوتا ہے اور ہر قدم اٹھانے کے نتیجے میں خدا تعالیٰ آپ سے اتنا زیادہ قریب آتا چلا جاتا ہے کہ آپ کی منزلیں چھوٹی ہوتی چلی جاتی ہیں۔

میں نے پہلے بھی یہ مضمون ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ کھول کر بیان کیا ہے مگر یہ ایسا مضمون ہے جسے بار بار جماعت کے سامنے زندہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ آپ خدا کی طرف جو حرکت کرتے ہیں تو جب تک خدا آپ کی طرف حرکت نہ کرے آپ کچھ بھی پا نہیں سکتے۔ کیونکہ محدود کی حرکت نہ لا محدود کی طرف کوئی حقیقت نہیں رکھتی جب تک لامحدود محدود کی طرف حرکت نہ کرے۔ پس چاہے خدا تعالیٰ کے عرفان کا مضمون ہو یا اس کی صفات کو اپنانے کا مضمون ہو جب آپ یہ کوشش کریں گے کہ خدا کی طرف کوئی قدم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ خود آپ کی کوششوں کو آسان فرما دے گا اور خود آپ کی طرف جھک جائے گا اور خدا کے نقش بڑی تیزی کے ساتھ آپ کے دل پر جمنے شروع ہو جائیں گے۔ اب خدا کا نقش جمانے کا مضمون آسان بہت ہے لیکن مشکل بھی بہت ہے۔ قدم قدم پر آپ کے سامنے غیر اللہ کے بت کھڑے ہو جائیں گے اور اپنے نقش مٹانے پر احتجاج کریں گے۔ ہر احتجاج پر آپ کو تکلیف محسوس ہوگی۔

ایک صداقت کا مضمون ہی ہے۔ کتنے ہم میں سے ایسے ہیں جو سچ پر قائم ہیں اور سچ کی باریکیوں پر قائم ہیں۔ بہت سی ایسی قومیں میں نے دیکھی ہیں جو سچائی پر قائم ہونے کے باوجود سچائی کی باریکیوں پر قائم نہیں۔ اس لئے صرف ایک جھوٹ کا بت توڑنے کے لئے اور اس کے نقش دل سے جدا کرنے کے لئے ایک ساری زندگی کی جدوجہد کی ضرورت ہے لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم میں سے کمزور سے کمزور انسان بھی اگر خالصۃً للہ سچائی کی طرف حرکت شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ خود اس کی طرف حرکت شروع کر دیتا ہے اور اس کی ہر آنے والی زندگی کا لمحہ اس کی زندگی کے ہر

گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

پس توحید خالص کا قیام صرف زبان سے نہیں ہوگا۔ توحید خالص کے مضمون کو باریکی سے سمجھنے کے بعد اسے روزانہ اپنے دل پر جاری کرنے سے ہوگا۔ پس خدا رحمان ہے، خدا رحیم ہے، وہ مغفرت کرنے والا ہے، وہ درگزر کرنے والا ہے اور وہ پکڑ کرنے والا بھی ہے۔ بعض موقعوں پر وہ بخشش سے کام نہیں لیتا۔ وہ کون سے موقعے ہیں جہاں بخشش سے کام لینا خدا کی صفات کے خلاف ہے۔ وہ کون سے مواقع ہیں جہاں درگزر کرنا خدائی صفات کے مطابق ہے۔ اس مضمون کو سمجھنے کے لئے آپ کو لازماً سیرت کے مضمون کو پڑھنا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے کن مواقع پر دینی غیرت کے نتیجے میں بخشش سے کام نہیں لیا۔ کن مواقع پر آپ نے بظاہر سنگین ترین حالات ہونے کے باوجود بخشش سے کام لیا۔ ان دو مواقعوں کی تفریق کیا ہے۔ وہ کون سی باریک راہیں ہیں جو ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہیں۔ اس مضمون کو سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی زندگی کے آئینے میں اس مضمون کو دیکھے اور سمجھنے کی کوشش کرے۔

آنحضرت ﷺ کی بخشش کا جب ہم مضمون بیان کرتے ہیں تو دل حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔ ایک ہی موقع جو بار بار پیش کیا جاتا ہے وہ فتح مکہ کا موقع ہے مگر یہ ایک ہی موقع نہیں۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یوسف:۹۳) تک بہت سے مقررین کی نظر پہنچتی ہے پھر وہاں ٹھہر جاتی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ کی سیرت میں مسلسل بخشش کا مضمون ایک بہتے ہوئے پانی کی طرح چلتا ہے۔ ایسے پانی کی طرح جو بلندیوں سے اترائیوں کی طرف چل رہا ہو۔ جو پہاڑوں سے کھائیوں کی طرف روانہ ہو۔ آپ کی بخشش آپ کے بلند مقام سے کم تر لوگوں کی طرف مسلسل جاری رہی ہے لیکن بہت سے ایسے مواقع ہیں جہاں اچانک ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ایک اور شخصیت ابھرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری بیٹی فاطمہ بھی اگر چوری کرتی تو میں اسی طرح اس کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کرتا جس طرح اس فاطمہ کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کر رہا ہوں جس نے چوری کی ہے۔ وہاں اچانک بخشش کا مضمون بدل کے ہٹ جاتا ہے اس کی بجائے خدا تعالیٰ کی پکڑ کا مضمون ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور بخشش کے مضمون کی پوری طرح جگہ لے لیتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر یہ جب وہ ظالمانہ جھوٹا الزام لگا تو آنحضرت ﷺ نہایت درجہ حسن ظن

رکھنے کے باوجود، نہایت درجہ حلیم ہونے کے باوجود ایک مہینہ تک اس قدر گہرے صدمہ میں مبتلا رہے کہ آپ نے ان سے عملاً قطع تعلقی کر لی اور کلام کرنا بند کر لیا۔ جب آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی معصومیت کی خبر دی تو اس وقت آپ مسکراتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ عائشہ تم معصوم ہوگئی ہو خدا نے خبر دی ہے اس لئے آج میں تمہارے گھر دوبارہ داخل ہو رہا ہوں اور یہ قطع تعلقی آج سے ختم ہوئی۔ حضرت عائشہ بھی آپ ہی کی پروردہ تھیں۔ آپ ہی کی تربیت یافتہ تھیں۔ آپؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! آپ کا مجھ پر کیا احسان ہے۔ جہاں تک انسانی جذبے کا تعلق ہے آپ نے مجھے معاف نہیں کیا تھا۔ اس گناہ کے تصور سے ہی آپ ایسی کراہت محسوس کرتے تھے کہ اس خیال سے کہ شاید یہ سچی بات ہے آپ نے مجھ سے قطع تعلقی کر لی تھی۔ میں آپ کی احسان مند نہیں میں اپنے خدا کی احسان مند ہوں جس نے میرے دل کی دردناک حالت پر نظر کرتے ہوئے خود میری معصومیت کی آپ کو اطلاع کی۔

پس آنحضرت ﷺ کا جو پکڑ کا مقام ہے اور بعض موقع پر معاف نہ کرنے کا جو خلق آپ سے ظاہر ہوا ہے وہ خلق بتاتا ہے کہ آپ کی رضا کلیۃً خدا کی رضا کے تابع تھی اور امر واقعہ یہ ہے کہ وہ چیزیں جہاں خدا نے بخشش کی اجازت نہیں دی وہاں آپ بخشش کا سلوک نہیں فرماتے تھے اور وہ مضامین جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے بخشش کی اجازت ہے وہاں آپ سے بڑھ کر کوئی بخشنے والا آپ کو دنیا میں دکھائی نہیں دے گا۔ اتنے فیاض، اتنے بے انتہا، جود سخا کہ ایک بحر قلزم، ایک بحر قلزم کیا ساری دنیا کے سمندر بھی آنحضرت ﷺ کی جود وسخا کے مضمون کو بیان نہیں کر سکتے۔ کوئی سننے والا کہے گا کہ یہ مبالغہ ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ انسانی دنیا میں مثالیں سمندروں کی ہی دی جاتی ہیں اور جب ہم کہتے ہیں کہ سمندر کے پانی ختم نہ ہونے والے ہیں تو انسانی خلق پر جب اس مضمون کا اطلاق کیا جاتا ہے تو واقعۃً بعض انسانوں کے خلق کا مضمون بے کنار ہوا کرتا ہے۔ اس کا کوئی کنارہ دکھائی نہیں دیتا۔ آنحضرت ﷺ اتنے سخی تھے۔ کچھ بھی اپنے پاس اپنے لئے نہیں رہنے دیا۔ جو کچھ آیا وہ خدا کی راہ میں خدا کی خاطر تقسیم کر دیا لیکن ایک موقع پر آپ کے ایک نواسے نے زکوٰۃ کی کھجور میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی آنحضرت ﷺ جھپٹے اس کی طرف اور انگلی ڈال کر اس کے منہ سے وہ کھجور نکال لی۔ وہاں آپ کی سخاوت نے وہ رنگ نہیں دکھایا جو تمام دنیا کی دولتیں تمام دنیا پر نچھاور

کر سکتا تھا اس نے اپنے ایک معصوم بچے کے منہ سے وہ کھجور نکال لی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ زکوۃ خدا تعالیٰ کی ایک ایسی امانت ہے جو آپ کی اپنی اولاد پر خرچ نہیں ہونی چاہئے۔

پس نقش دوئی مٹانے کے لئے آپ کو خدا کا نقش دل پر جمانا ہوگا اور خدا کا نقش دل پر جمانے کے لئے آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سمجھ کر اس کی پیروی کرنی ہوگی۔ صرف اسوۂ حسنہ کی پیروی کی طرف میں آپ کو نہیں بلا رہا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اسوۂ حسنہ کو سمجھ کر اس کی پیروی کرنی ہوگی اور یہ مضمون بڑا گہرا ہے اور بڑے تفصیلی مطالعہ کو چاہتا ہے۔ باریک فرق کرنے پڑتے ہیں۔ کہیں آپ کو بخشش کی اجازت ہوگی، کہیں بخشش کرنا خلق محمد مصطفی ﷺ کے خلاف ہوگا یعنی دوسرے لفظوں میں منشائے الٰہی کے خلاف ہوگا۔ پس یہ صرف بخشش کا سوال نہیں اس قسم کے بے شمار انسانی خلق ہیں جن میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو ہمیشہ کے لئے ہمارے لئے نمونہ بنا دیا گیا۔

پس نقش تو خدا کا دل پہ ثبت کرنا ہے لیکن اس مضمون کو آنحضرت ﷺ سے سیکھنا ہے۔ جب یہ نقش آپ کے دل پر جمے گا تو یہ نقش خود بخود آپ کے کردار میں ظاہر ہونا شروع ہوگا اور یہ حرکت اندر سے باہر کی طرف ہوگی اس لئے کوئی تصنع نہیں ہوگا اور پھر یہ حسن آپ کے چہرے پر آپ کے کردار میں، آپ کے مسکرانے میں، آپ کی خاموشی میں، آپ کی گفتار میں، آپ کے رونے میں آپ کے ہنسنے میں ظاہر ہوگا وہ دراصل خدا کا خلق ہے۔ یہ وہ خلق ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ظاہر و باطن کو ایک حسن کا سمندر بنا گیا تھا اور اس پہلو سے آپ کے ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ورنہ ظاہر و باطن کا ایک ہونا ہمیں آج کل کی ایسی قوموں میں بھی تو ملتا ہے جو بدیوں کا شکار ہو چکی ہیں۔ وہ اپنی بدیاں چھپاتی نہیں ہیں۔ وہ کھل کر اپنی بدیوں کو ظاہر کرتی ہیں اور اس پہلو سے آپ ان کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ ظاہر کر دیتے ہیں۔ اگر وہ بعض گناہوں میں ملوث ہیں، شرابیں پیتے ہیں، عورتوں کی طرف جاتے اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کی روایات کے لحاظ سے یا ان کے معاشرے کے لحاظ سے یہ چیزیں بری ہیں تو کم سے کم وہ جھوٹ نہیں بولتے اور جو کچھ ہے وہ ظاہر کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے آپ ان کو جھوٹا تو نہیں کہہ سکتے لیکن ان کا ظاہر و باطن ایک ہونا ان کے حسن کی علامت نہیں ہے۔ بدقسمتی سے ہماری جو تیسری دنیا کی قوموں میں نہ صرف یہ کہ ظاہر و باطن ایک نہیں رہا بلکہ جھوٹ نے اس پر قیامت برپا کر رکھی ہے۔ اتنا جھوٹ ہماری تیسری دنیا کے

معاشرے میں سرایت ہوتا جارہا ہے کہ اس نے قوموں کی ترقی کی ساری راہیں مسدود کر دی ہیں۔

ابھی پچھلے دنوں ہی جاپان کے دورے کا موقع ملا۔ جو سب سے زیادہ اثر کرنے والی بات تھی وہ ان کی سچائی تھی۔ اتنا گہرا میں ان کی سچائی سے متاثر ہوا ہوں کہ بہت کم میں کسی قوم کی سچائی سے اس حد تک متاثر ہوا ہوں۔ نہ صرف یہ کہ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے بلکہ گہرے طور پر وہ سچی قوم ہے۔ سچائی کی پیروی کرنے والی ہے۔ اس کے نتیجے میں ان کے اندر ایک معصومیت بھی پیدا ہوگئی ہے۔ ایک حسن ظن بھی پیدا ہو گیا ہے۔ جاپانی قوم یہ خیال بھی نہیں کر سکتی کہ دوسرے لوگ باہر سے آتے ہیں اور ان سے جھوٹی باتیں کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے شروع شروع میں جب بدقسمتی سے بعض پاکستان کے مفاد پرست وہاں پہنچے تو انہوں نے جاپانی قوم سے بے حد فائدے اٹھائے۔ جھوٹی کہانیاں بنائی، جھوٹی تجارتوں کے باغ دکھائے اور وہ ساری باتیں بعد میں جھوٹی نکلیں اور اس کے نتیجے میں جاپانی قوم کے بہت سے افراد کو بڑا گہرا نقصان پہنچا۔

لیکن سچے بھی ہیں اور ذہین بھی ہیں۔ اس لئے ان کی ذہانت نے دراصل ان کو آخر میں بچا لیا اور اب ان کی طرف سے پاکستان سے آنے والوں کے متعلق شدید ردعمل پیدا ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں بہت پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوگا اور یہ دیکھنا ہوگا کہ کس حد تک یہ شخص واقعۃً سچا ہے اور احتیاط وہ اسی بات میں سمجھتے ہیں کہ ہر ایک کو جھوٹا سمجھ لیا جائے۔ تو دنیا میں جھوٹ بھی ایک لعنت ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ جھوٹ اور ظاہر و باطن کا ایک ہونا یہ دونوں باتیں ایک نہیں ہیں۔ بعض سچے بھی ایسے ہیں جن کا ظاہر و باطن ایک ہے اور وہ برا ہے۔ بعض جھوٹے بھی ایسے ہیں جن کا ظاہر و باطن ایک ہے اور وہ برا ہے۔ لیکن ہماری قوموں میں، تیسری دنیا کی قوموں میں جو سب سے بڑی لعنت ہے وہ یہ ہے کہ جھوٹ بھی ہے اور ظاہر و باطن بھی ایک نہیں ہے کیونکہ ہم دنیا کا خوف اس حد تک رکھتے ہیں کہ اپنی برائیوں کو برائی سمجھنے کی وجہ سے اسے دنیا سے چھپاتے ہیں یہاں تک کہ سینے کے اندر بعض گند جمع ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ سارے کردار کو گھن کی طرح کھا جاتے ہیں اور ظاہری طور پر کیونکہ ہم خوبیوں کی قیمت ضرور سمجھتے ہیں اس لئے اپنا ایک ایسا منظر پیش کرتے ہیں کہ گویا ہم نہایت ہی اعلیٰ اخلاق کے حسین، سچ بولنے والے اور با اخلاق لوگ ہیں۔

چونکہ دنیا کے اکثر احمدی اس تیسری دنیا سے تعلق رکھتے ہیں جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اس

لئے مجھے اس مضمون کو بار بار کھول کر بیان کرنے کی ضرورت پہلے بھی پیش آئی ہے اور آج بھی میں اسی وجہ سے اسے دوبارہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کا ایک ماحول ہے جو اسلامی نہیں رہا۔ جس ملک سے بھی آپ آئیں ہیں اگر وہ تیسری دنیا کا ملک ہے تو اس کی اکثریت ان برائیوں میں مبتلا ہو چکی ہے اس لئے آپ کو اپنی حفاظت غیر معمولی طور پر کرنی پڑے گی۔ ظاہر و باطن ایک کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ظاہرداری سے سفر شروع کریں اور اپنے دل پر اپنے ظاہر کے نقوش جمائیں۔ آپ کو خالصۃً دل میں سچا ہونا پڑے گا۔ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے دلوں پر نقش کرنا ہوگا۔ اس کے بعد وہ صفات پھر خود بخود پھوٹیں گی کیونکہ جس طرح مُشک اپنی خوشبو دیتا ہے اسی طرح صفات باری تعالیٰ بھی اپنی خوشبو دیتی ہیں اور وہ دکھاوے کے طور پر نہیں بلکہ ایک عظیم قوت کے ساتھ انسان کے ظاہر میں ابھرنا شروع کرتی ہیں اور ایسے باخدا انسان حقیقی مؤاحد بنتے ہیں جو دنیا میں توحید خالص کو قائم کرنے کی اہلیت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔

پس اس صدی میں جماعت احمدیہ کو مسلسل یہ جدوجہد کرنی چاہئے کہ وہ اپنے دل سے نقش دوئی کو مٹائے۔ خدا کے نقوش اپنے دل پر قائم کرے اور اس کے نتیجے میں تمام دنیا میں مؤحد خالص بن کر ظاہر ہو اور تمام دنیا کے شرک کو دور کرے اور خدا تعالیٰ کی توحید خالص کے نقوش سب دنیا کے دلوں پر جمانے کی کوشش کرے۔

منافقت کا ذکر چل پڑا ہے۔ میں نے کہا کہ ظاہر و باطن ایک ہونا کافی نہیں بلکہ ظاہر و باطن کا ایک ہونا تب اچھا ہے جب ظاہر بھی اچھا ہو اور باطن بھی اچھا ہو لیکن بدقسمتی سے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہمارے ملکوں میں منافقت بہت پائی جاتی ہے اور یہ منافقت باریک نقوش کے طور پر ان قوموں میں بھی پائی جاتی ہے جو بظاہر سچی ہیں۔ اس پہلو سے اس مضمون کو مزید کھول کر آپ کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ وہ مغربی ترقی یافتہ قومیں جو آج بالعموم سچائی پر قائم ہیں اور جن کا ظاہر و باطن جیسا بھی ہے وہ ایک دکھائی دیتا ہے ان کے اندر بھی بعض دوئی کے نقوش ملتے ہیں جن کی طرف میں ان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

یہ خیال کر لینا کہ ان کی سچائی یا ان کا ظاہر و باطن کا ایک ہو جانا زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے یہ ایک سادگی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جب اکثر مغربی قومیں تیسری دنیا کے ملکوں سے سلوک کرتی

ہیں تو وہ سلوک ہمیشہ خود غرضی پر مبنی ہوتا ہے اور جب بھی قومی طور پر ان کو یہ فیصلے کرنے پڑتے ہیں کہ کسی غریب گری پڑی قوم کے ساتھ کس رنگ میں تجارت کی جائے ، کس قسم کے اقتصادی معاملات کئے جائیں تو لازماً ہمیشہ ان معاملات کا فائدہ خود ان کو پہنچتا ہے اور اس کے بغیر یہ کسی قسم کے معاملات رکھنے کے روادار نہیں ہوتے ۔ یہ بات اپنی ذات میں کوئی ایسی بری دکھائی نہیں دیتی ۔ ہر انسان سمجھتا ہے کہ اپنے فائدے کا سودا کرے گا۔ ہر تاجر کا حق ہے کہ وہ اپنے فائدے کا سودا کرے ۔ مگر جب یہ مضمون آگے بڑھتا ہے تو بعض دفعہ ظلم کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔

چنانچہ جاپان میں ایک اخباری نمائندے کو اسی قسم کے سوال کے جواب میں میں نے کہا کہ میں جاپان کی سچائی سے ضرور متاثر ہوں مگر یہ سچائی ان کی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی نہیں ہے۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں جہاں جاپان کو اپنے نفوس کا جائزہ لینا چاہئے ۔ افریقہ کی مثال میں نے ان کو دی۔ میں نے کہا آپ ایک تجارتی قوم ہیں آپ افریقہ سے تجارت کر رہے ہیں جس طرح آپ دوسرے ملکوں سے بھی تجارت کر رہے ہیں لیکن اس بات کو بھول رہے ہیں کہ افریقہ اقتصادی لحاظ سے اس حد تک ڈوب چکا ہے کہ اب آپ ان سے جائز منافع حاصل نہیں کر رہے بلکہ ان کا خون چوسنے لگے ہیں اور دنیا کی دوسری قوموں کے ساتھ آپ اس ظلم میں پوری طرح شامل ہو چکے ہیں اور اس بات کو بھلا رہے ہیں کہ ان کے خون کے قطرے چوستے چوستے آخر یہ قومیں مر جائیں گی ۔ ان میں کچھ بھی طاقت نہیں رہے گی آپ سے کچھ خریدنے کی ۔ اس لئے کم سے کم عقل سے کام لیں اگر انسانیت سے کام نہیں لیتے ان کو زندہ رکھنے کے لئے کچھ تو ان کی مدد کریں تو ان کے ہاں انڈسٹری قائم کریں ، کچھ اور ان کو سہولتیں ایسی دیں کہ وہ قومیں زندگی کے سانس لیتی رہیں اور اپنی معصومیت میں اپنا سب کچھ آپ کے ہاتھوں لٹا نہ بیٹھیں ۔ جو اخباری نمائندہ تھا وہ اس علاقے کا سب سے بڑا ایک معزز اخبار تھا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اس مضمون کو قوم کے سامنے ضرور پیش کرے گا اور پھر دوسری بعض مجالس میں بھی میں نے اس مضمون کو ان کے سامنے رکھا۔

پس میں آپ کے سامنے یہ حقیقت کھولنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک نقش دوئی کا تعلق ہے وہ دنیا میں ہر جگہ کسی نہ کسی رنگ میں ملتا ہے۔ بعض ترقی یافتہ قوموں کی سیاستیں خود غرض ہیں اور وہ بعض باتوں میں بے انتہا حساس ہونے کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اسی قسم کی بعض باتوں میں ان کی حس یوں

لگتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے مر چکی ہے۔ انسانی قدروں کا جہاں تک تعلق ہے بعض جگہ آپ کو بہت نمایاں دکھائی دیں گی بعض ویسے ہی حالات میں وہ انسانی قدریں بالکل غائب دکھائی دیتی ہیں۔ اگر پولینڈ میں، اگر رشیا میں، اگر چائنا میں کچھ مظالم ہو جائیں تو آپ دیکھیں ان قوموں کا ردعمل کتنا زبردست ہوتا ہے۔ انسانیت کے نام پر یہ ساری دنیا میں شور مچا دیتی ہیں لیکن فلسطین میں اگر اسرائیل بے انتہا مظالم کرے تو اس وقت یہ خاموشی سے چند سطحی باتیں کر کے اس بات کو بھلا دیتے ہیں۔

پاکستان میں احمدیوں پر کتنے بڑے مظالم ہوں، ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ یہاں تک ظلم کی حد ہے کہ چک سکندر میں ایک سو سے زائد مکان جلائے گئے اور بے انتہا مظالم کئے گئے اور پولیس نے اپنی موجودگی میں یہ سب کچھ کروایا اور ایک بھی اخباری نمائندہ جو مغرب سے تعلق رکھتا تھا موقع پر پہنچا بھی نہیں۔ یہاں تک ان کی منتیں کی گئیں کہ یہ واقعہ سچا ہے ہم آپ کو ائیر کنڈیشنڈ کاریں مہیا کرتے ہیں۔ آپ کو ہر قسم کی سہولتیں دیں گے۔ آپ تو وہ لوگ ہیں جو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر روس پہنچ جاتے ہیں، چین پہنچ جاتے ہیں کہ وہاں کا کوئی ہنگامہ آپ دیکھ سکیں اور اپنے ملکوں کو آگاہ کر سکیں۔ یہاں اتنی بڑی قیامت ٹوٹ پڑی ہے اور ہم آپ کو ہر قسم کی سہولت مہیا کرتے ہیں آپ چل کے دیکھیں تو سہی۔ ہر ایک نے انکار کر دیا۔ ایک مغربی نمائندہ بھی چک سکندر نہیں گیا۔ کسی نے ظاہری تکلیف کا بہانہ بنایا، کسی نے کوئی اور بہانہ بنا دیا۔

پس نقش دوئی یہاں بھی ملتا ہے۔ اس لئے وہ احمدی جو مغرب سے تعلق رکھتے ہیں یا ترقی یافتہ قوموں سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ نقش دوئی کو مٹانے کے مضمون سے غافل نہ ہوں۔ سچی توحید انسان کو ایک ہی رنگ بخشتی ہے اور نسلوں کے رنگوں کے امتیاز مٹا دینے والی ہے۔ یہی سچی توحید ہے جو تمام عالم کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کا موجب بنے گی۔ اس سچی توحید کے مضمون کو سمجھے بغیر اور اس کے نقش کو اپنے دل پر جمائے بغیر اور ہر قسم کے نقش دوئی کو دل سے مٹائے بغیر آپ نہ دنیا میں توحید کو قائم کر سکتے ہیں نہ انسان کو امت واحدہ بنا سکتے ہیں۔ اس مضمون پر آپ غور کریں گے تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ جوں جوں اس مضمون کو سمجھ کر آپ اپنے وجود میں سرایت کرتے ہیں اسی حد تک آپ کی تفریقیں مٹنی شروع ہو جاتی ہیں ایک خدا کے رنگ میں رنگین ہو کر نہ آپ کو کالے اور گورے کی تمیز باقی رہتی ہے، نہ زرد اور سرخ کی تمیز باقی رہتی ہے، نہ شمال نہ جنوب کی،

نہ مشرق نہ مغرب کی آپ ایک وجود ایک انسان کے طور پر ابھرتے ہیں۔

پس اے جماعت احمدیہ! اس اگلی صدی پر یہ سب سے اہم پیغام ہے جو میں تمہیں دینا چاہتا ہوں۔ تمام دنیا کو امت واحدہ بنانا ہے تو اپنے دل سے نقش دوئی کو مٹانا ہوگا۔ خواہ آپ مشرق کے باشندے ہوں یا مغرب کے ہوں۔ خواہ آپ کالے ہوں یا گورے ہوں۔ جب تک ایک خدا کے رنگ میں رنگین نہ ہو جائیں جس کا نور نہ شرقی ہے نہ غربی ہے اس وقت تک آپ نہ دنیا کو توحید کا سبق سکھا سکتے ہیں نہ دنیا کو امت واحدہ میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کو سمجھ کر اپنے نفوس اور اپنے اعمال اور اپنے کردار میں جاگزیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اس صدی کے آخر تک تمام دنیا کو امت واحدہ اور خدائے واحد کے پرستار بنانے میں کامیاب ہوسکیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔